نئے یورپ کی درخشندہ صبحیں

یا

عیسائیت کی بالادستی

جنوری ۱۹۹۳ء کے ریڈرز ڈائجسٹ میں "نئے یورپ کی درخشندہ صبحیں" (DWNS A NEW EURPOE) کے عنوان سے جان ڈائسن (JOHN DYSON) کا ایک فکر انگیز مضمون جو مُدیر کی رائے میں "انتہائی اہمیت کا حامل اور کتا بچے کی شکل پانے کا متقاضی ہے" کے تبصرے کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ اس مضمون کے بین السطور میں جو کچھ پنہاں ہے وہ ہم سب کیلئے لمحۂ فکریہ، باعث عبرت اور دعوت عمل ہے۔ اس مضمون پر معروف قانون دان چودھری محمد شفیق ایڈووکیٹ کی رائے اور تجزیہ ہدیہ قارئین ہے۔ اس اہم موضوع پر اگر قارئین اظہار خیال کرنا چاہیں تو ہمارے صفحات حاضر ہیں۔ علاوہ ازیں مضمون کا اصل عکس انگریزی میں اس تجزیہ کے آخر میں ساتھ دیا جارہا ہے کہ اہل دانش، ارباب اختیار اور علماء اس اہم مسئلہ پر توجہ فرمائیں اور ملت اسلامیہ کی رہنمائی فرمائیں (ادارہ)

اسلام وہ پہلا دین ہے جس نے رنگ، نسل، خطۂ زمین اور زبان وغیرہ کی بنیاد پر انسانوں کی تقسیم کو غیر شعوری قرار دیا۔ اس نے بجا طور پر شعوب و قبائل کو محض شناخت کی حیثیت تک محدود کرتے ہوئے فکر کی بنیاد پر ملت کی تشکیل کے نقطہ سے عالم انسانیت کو متعارف کرایا۔

و جعلنا کم شعوباً و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم (القرآن)

انسانوں کی تقسیم پہلی مرتبہ جبلتوں یا رسموں کی بجائے شعوری بنیاد پر قائم کی گئی اور کرۂ ارض پر بسنے والے انسان حزب اللہ اور حزب الشیطان کی ترتیب میں منقسم کئے گئے۔ لیکن مغربی فکر (کفر و الحاد) نے قومیت کے بت کو تراشتے ہوئے اسلامی فکر کو ناقابل عمل قرار دیا۔ کم و بیش پانچ صدیوں سے اس تراش خراش کے عمل نے بالآخر قوت کی بنیاد پر خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے ساتھ اپنی ہیئت مکمل کی اور عالم انسانیت نے اس فکر کی بنیاد کی پامالی کو بھی گزشتہ نصف صدی میں اپنی آخری شکل تک پہنچتے ہوئے دیکھ لیا ہے۔ کیا مغربی فکر اب اس اعتراف میں شرمندگی محسوس کر رہی ہے؟ کیا کرۂ ارضی کی تقسیم از سر نو پھر شعور کی بنیاد پر ہو رہی ہے؟ کیا اس تقسیم کی بنیاد اسلامی فکر پر رکھی جا رہی ہے؟ کیا نیا عالمی نظام (NEW WORLD ORDER) اسی عمل کا جدید نام ہے؟ کیا بنیاد پرست کا اتہام اور نئے یورپ کی درخشندہ صبح "کا قیام ایک دوسرے کی تائید کا دوسرا نام ہے؟ کیا نئے یورپ کی درخشندہ صبح عیسائیت کی بنیاد پر ایک نئی مملکت کے قیام کا عمل نہیں؟

یہ اور اس نوعیت کے بیشتر سوالات ارباب دانش کے نزدیک برسوں سے زیر غور ہیں۔ ذاتی حوالے سے مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ نیشنل سینٹر ملتان میں اقوام متحدہ کے یوم کی ایک تقریب میں راقم السطور نے "لیگ آف نیشنز" (LEAGUE OF NATIONS) اور اقوام متحدہ کو عیسائیت کی بازیافت اور بالادستی کی مخفی کوششیں قرار دیا تھا۔ عیسائیت نے یورپ کے مخصوص نظام میں کلیا اور شہنشاہ کی باہمی آویزش کے نتیجے میں مذہب کو انفرادی عمل کے طور پر محدود کرتے ہوئے سیاست سے یکسر خارج کر دیا تھا۔ اور متبادل نظام کے طور پر سیکولرازم اور جمہوریت کی بنیادیں فراہم کی تھیں۔ طبقاتی اور جدلیاتی کشمکش کے نتیجے میں کمیونزم کا غلغلہ بھی کم و بیش ایک صدی تک جاری رہا اور اس دوران سرمایہ داری (CAPITALISM) اور اشتراکیت (COMMUNISM) کے ٹکراؤ کے ساتھ ساتھ سیکولرازم۔ جمہوریت اور فلاحی ریاست (SOCIAL STATE) کے نظریات پروان چڑھتے رہے۔ ہر مکتب فکر نے اپنے اپنے مقاصد کی آبیاری کیلئے دنیا کو کلچر، ثقافت اور لسانیات کی بنیاد پر اس طرح چھوٹے چھوٹے گروہوں میں تقسیم کیا کہ یہ تقسیم خود ان کے لئے سوہان روح ہو گئی اور انہیں طوعاً و کرہاً اس بنیادی اور فطری اصول کو تسلیم کرنا پڑا کہ نسل، رنگ، زبان اور خطۂ زمین کی بنیاد پر انسانی گروہوں کی تقسیم انسانیت کیلئے مضر ہے۔ لیکن برس ہا برس کے ترتیب دئیے ہوئے افکار پر مشتمل ردّی کے ڈھیر اور منفی انا نے انہیں کھلے دل سے اعتراف کی ہمت اور صلاحیت سے محروم رکھا۔ اور اس کے متبادل معاشیات کی بنیاد پر انہی مقاصد کو حاصل کرنے کی سعی جاری رکھی۔ امریکہ نے اسے نیو ورلڈ آرڈر (NEW WORLD ORDER) کا نام دیا اور یورپ میں اسے "نئے یورپ کی درخشندہ صبحوں" کے عنوان سے اپنایا گیا۔

قارئین محترم! وطن سے براعظم کی طرف یہ سفر قابلِ غور ہے اور یہ سفر صرف براعظم یورپ تک ہی محدود کیوں؟ اور براعظم یورپ میں بھی اس کی تحدید صرف عیسائی ریاستوں تک کس لئے ہے؟ آپ کے علم میں ہو گا کہ براعظم ایشیا کے ممالک چار بڑے ادیان تک محدود ہیں۔ میری مراد، اسلام، ہندومت، بدھ مت اور کینفیوشیزم (CONFUCIASIAM) سے ہے۔ لامحالہ یہ دینی اختلاف براعظم ایشیا میں کسی بھی درخشندہ صبح کے طلوع ہونے کے امکانات کو معدوم کرتا ہے۔ براعظم افریقہ بھی دو بڑے ادیان میں تقسیم ہے۔ میری مراد اسلام اور قبائلی رسمی عقیدت اور بعض خطوں میں (جہاں جہاں جنگ عظیم اول اور دوم کے نتیجے میں یورپی سامراج نے تصرف کیا) عیسائیت موجود ہے۔ یہی حال کم و بیش جنوبی امریکہ میں پایا جاتا ہے۔ ہاں! یورپ اور شمالی امریکہ میں یہ صبحیں ضرور طلوع ہو سکتی ہیں کہ وہاں کے باسیوں کی اکثریت عیسائیت سے وابستہ ہے۔ یورپ میں بھی اس صبح کو صرف اور صرف ان ریاستوں تک محدود رکھا گیا ہے جہاں عیسائیت اکثریت کا مذہب ہے۔ لیکن مذہب کے عنوان کو قائم کرنے سے گریز اسی پس منظر میں کیا گیا ہے جو اوپر بیان ہوا ہے۔

قارئین! آئیے مندرجات مضمون کی طرف۔

تمام تر سیاسی صدمات اور پیچیدگیوں کے باوجود بے شمار غیر حل شدہ تنازعات کے علی الرغم ایک ایسی واحد مارکیٹ کا قیام، جس کی سرحدیں نہ ہوں۔ نئے یورپ کی درخشندہ صبح سے عبارت کی گئی ہے۔ اس کے مقاصد میں

سب سے اہم ترین مقصد۔ کھلی سرحدوں کے ساتھ بارہ یورپی (مغربی یورپ کی عیسائی ریاستیں) ممالک پر مشتمل یورپئین کمیونٹی (EUROPEAN COMMUNITY) کے نام سے کارکنان: کاروباری حضرات، پیداوار اور سرمایہ کی ان ممالک کے مابین نقل و حرکت بغیر کسی کنٹرول کے جاری و ساری رکھی جائے۔ جو بتدریجاً ان ممالک کو قریبی بندھن میں پروتے ہوئے دنیا کی سب سے بڑی، امیر ترین اور انتہائی طاقتور تجارتی شراکت کے قائم کرنے پر منتج ہو۔ اور صدیوں کے کنٹرول پر محیط سرحدیں کھل جائیں۔ یہ یاد رہے کہ پچھلے سات برسوں میں کئی لاکھ برطانوی اور پرتگیزی نقل مکانی کر کے فرانس میں سکونت اختیار کر چکے ہیں۔ فرانس اور برطانیہ کے درمیان تاریخی مخاصمت اب حرف غلط ہو چکی ہے۔ سولھویں صدی کی پرتگیزی، برطانوی، فرانسیسی اور نو آبادیا مقبوضات کے تصرف پر مبنی چپقلش اب قصۂ پارینہ بن چکی ہے۔ کھلی سرحدیں، نقل مکانی، کاروباری مراکز کے قیام اور تجارتی سہولتوں تک ہی محدود نہیں رہیں گی بلکہ بتدریجاً آبادیوں کے باہمی اختلاط، رشتے ناطے اور تعلقات کے قیام کا سبب بنتے ہوئے ہم آہنگی کو جنم دیں گی۔ اور ایسا بعید از قیاس بھی نہیں کیونکہ اس اشتراک میں شعوری طور پر ان خطوں کو منتخب کیا گیا ہے جو عقیدے کے اعتبار سے عیسائیت سے وابستہ ہیں۔ فاضل مضمون نگار، رنگ و نسل، زبان اور ثقافت کو اس تعاون میں کوئی بڑی رکاوٹ باور نہیں کرتے۔

اس منصوبے کا آغاز ۱۹۸۵ء میں ہی ہو گیا تھا اور نو ممالک کے درمیان ابتداء میں (SHANGAIN AGREEMENT) شنگین ایگریمنٹ عمل میں آیا۔ موجودہ یورپی کمیونٹی (بارہ عیسائی ممالک) کا قیام اس کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ جس میں ۱۹۹۵ء تک پہلے سے قائم شدہ یورپین فری ٹریڈ ایسوسی ایشن (EUROPEAN FREETRADE ASSOCIATIO) کے ممالک سویڈن، فن لینڈ، آئس لینڈ، آسٹریا، سوئٹزر لینڈ اور ناروے وغیرہ بھی شامل ہو جائیں گے۔

اس کے بعد U SS R) روس سے علیحدہ ہونے والی وہ مشرقی عیسائی ریاستیں بھی شریک ہو جائیں گی۔ جن کا انتظار یورپین کمیونٹی کے قیام کے معاہدے میں طے کیا گیا ہے۔

قارئین! اس طور کم و بیش موجودہ بائیس عیسائی ریاستیں اس صدی کے ختم ہونے تک کھلی سرحدوں کے ساتھ مذہب کا نام لئے بغیر معاشیات کی بنیاد پر ایک لڑی پروئی جا چکی ہوں گی۔ یہ ذہن میں رہے کہ یہ کھلی سرحدیں صرف یورپین (عیسائیت) تک ہی محدود ہیں۔

فاضل مضمون نگار یکم جنوری ۱۹۹۳ء کو تاریخ ساز دن قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یورپین سنگل مارکیٹ (EUROPEAN SINGLE MARKET) کا قیام اور آغاز کار تاریخ کا عظیم تصوراتی شاہکار ہے۔ یورپی خطے کو سڑکوں اور ریلوں کے انتہائی تیز رفتار نظام سے مربوط کرنے کے ساتھ ساتھ فضائی اور بحری رابطوں کو بھی جدید بنیادوں پر استوار کرنے کا عمل بھی شروع ہو چکا ہے۔ اسطرح بالٹک کی ریاستوں (COUNTRIES BALTIC) کو شمالی سمندر اور بحیرۂ اسود تک کی رسائی براستہ برطانیہ، فرانس چینل اس سال کے آخر تک مہیا ہو جائے گی۔ عام لوگوں کو مادی کشش کی بنیاد پر یہ سہولت انفرادی سطح پر اس طرح مہیا کی گئی ہے کہ وہ ان ریاستوں میں سے کسی قسم کا کوئی بھی سامان بغیر کسی چیکنگ کے لا اور لے جا سکتے ہیں۔ اور کسی قسم کے ٹیکس کی ادائیگی ان پر ۱۹۹۹ء تک نافذ العمل نہیں ہو گی۔ اس دوران ایک ہی شعبے میں کام کرنے والی بڑی بڑی کمپنیاں شراکت کا ادغام

کریں گی۔ ان کمپنیوں کے مال کی ترسیل پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہو گی۔ تمام وابستہ ممالک اپنے اپنے ملک میں قانون سازی کے ذریعے ایک آہنگ کے ساتھ اس منصوبے کی رفتار کو مہمیز دینے کے عمل کو جاری رکھیں گے۔ اور نقل مکانی کی یہ شکل تاریخی فتوحات کے عمل کا متبادل ہو گی۔

حکومتیں پہلے ہی تمام قومی ملکیتوں از قسم بینک، ائر لائنز، ٹیلی کام، ریلویز اور ڈاکخانوں وغیرہ کو تیزی سے نجی شعبوں میں منتقل کر رہی ہیں۔ فاضل مضمون نگار کے نزدیک تاریخ کا ہر منفرد عمل ان بارہ اور بعد میں شامل ہونے والی سات اور ریاستوں کو مادی مفادات کی بنیاد پر باہمی تعاون پر اس طور لے آئے گا کہ یہ ریاستیں مختلف لسانی ثقافتی، کرنسی اور دیگر اختلافات کے باوجود یورپی (عیسائی) عزائم کی قوت سے یکجہتی کے ترفع سے ہمکنار ہو جائیں گی۔ بلاشبہ یہ عمل ایک رات میں نہیں البتہ ایک نسل کے دورانئے میں تکمیل پا جائے گا۔ نئے یورپ کی تشکیل کا عمل شروع ہو چکا ہے جو یورپ کے لوگوں (عیسائیوں) کو ایک انتہائی سود مند اور پر سکون زندگی فراہم کرے گا۔

یورپ میں بسنے والی مسلم آبادیوں پر مشتمل ریاستیں اور خطے شعوری طور پر یورپین کمیونٹی کا جز نہ بنائے گئے ہیں اور نہ بنائے جائیں گے۔ ان حروف کی تحریر تک ماسوائے چین کے پوری دنیا میں مسلمان جہاں کہیں بھی جس حیثیت میں بس رہے ہیں مسلسل ہر قسم کے ظلم و تعدی کا نشانہ بنائے جا رہے ہیں۔ وہ تمام اسلامی ممالک جہاں مغربی بالادستی (عیسائی بالادستی) کے عمل کی سوجھ بوجھ کسی شکل میں بھی موجود ہے اور وہ نئے یورپ کی تشکیل کی پشت پناہ دنیا کی واحد سپر پاور امریکہ کے نیو ورلڈ آرڈر کو اس تناظر میں دیکھنے کی جسارت کر رہے ہیں وہ مسلسل داخلی اور خارجی دباؤ، شکست و ریخت، عدم استحکام اور سازشوں کی آماجگاہ بن چکے ہیں۔ آزر بائیجان اور آرمینا کی چپقلش، بوسینا اور سرب (عیسائی) آویزش میں مغربی طاقتوں اور امریکہ کا طرز عمل ہر ذی شعور پر واضح ہے۔ اگر کوئی اس صورت حال پر احتجاج کی جسارت کر ہی لیتا ہے تو بنیاد پرستی کا الزام اور دہشت گردی کا اتہام بنا کر اُن کی زیست مشکل تر کر دی جاتی ہے۔ کمزور حکومتیں لرزہ براندام ہو جاتی ہیں۔ بکنے والے افراد بہت بڑی تعداد میں میسر ہیں۔ ملت اسلامیہ کے قاتل اسلامی ممالک میں ہی شخصی مفادات کے تحفظ کے معاوضے میں شاندار پذیرائی سے نوازے جاتے ہیں۔ اپنی بصیرت ختم ہو چکی ہے۔ ملک و قوم کے خالصتاً داخلی معاملات بھی اپنی ضرورتوں اور ملّی تقاضوں کی روشنی میں طے کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ وطن عزیز میں نج کاری کا عمل، موٹر وے کا قیام، روس کی جنوبی مسلم ریاستوں تک رسائی کی خواہش، ان ریاستوں کو گرم پانیوں تک پہنچانے اور اسلامی ثقافت کی لڑی میں پرونے کی ہر کوشش کے حامل افراد اور حکومتوں کو غیر مستحکم کرنے، بین الاقوامی وسائل سے محروم کرنے اور جارحیت کا شکار کرنے کے بہانے تراشنے کا عمل مسلسل جاری و ساری ہے۔ اگر معاشیات کی بنیاد پر (جسے میں کھلا دھوکہ قرار دیتا ہوں) سرحدوں کو کھولنے کا عمل ایک تاریخ ساز تصوراتی منفرد شاہکار ہے۔ تو بحر اوقیانوس کے ساحل سے لیکر وطن عزیز تک باہم پیوست، مربوط اور ایک ہی مرکز کے ماتحت ۱۹۱۹ء تک زندگی گزارنے والی ملت کے درمیان ایک مرکز کی بازیافت یا ملت اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کا تصور یا پین اسلام ازم (PAN ISLAMISM) پر یورپ اور امریکہ سیخ پا کیوں؟ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ ملت اسلامیہ کے ذی شعور افراد، مختلف گروہ اور عامتہ الناس

new rapid transit station at Roissy-Charles de Gaulle Airport in Paris, Italian contractors build roads in Spain, a Spanish company sweeps streets in British towns, and U.K. personal computers help keep the German parliament going.

Significant Start. The new way of operating means state-owned industries will have to do without massive injections of aid. This affects roughly half of all workers in Germany, Belgium and Italy who work in state-owned and protected enterprises. Governments are already selling off national banks, airlines, telecom monopolies, railways and other loss-makers. Even sacred cows like post offices and utilities are feeling the breeze.

It is unique in history that 12 modern states (plus seven more eventually) would willingly sit down to coordinate their material interests. That they would succeed in overcoming the difficulties of a multitude of languages, currencies, legal systems and countless clashes of culture and outlook is a formidable demonstration of European willpower.

Certainly the nuts and bolts of integration have to be tightened and adjusted, and it will take perhaps a generation for it to percolate into every element of business and personal life. For the moment, electric plugs are still different, as countries cannot be rewired overnight. The British still drive on the left, and Europe remains a patchwork of national air spaces where planes are controlled by 22 different computer systems, mostly unable to talk to each other.

And national habits, thankfully, will never change. German businessmen will address each other by surname, the Danes will think staying in the office later than 4:30 p.m. is a sign of incompetence, and nothing will ever persuade the French to put a tea bag in a cup before the hot water.

But the real work of forging a new Europe has begun. To succeed, it will take the efforts of countless individuals, making the most of fresh opportunities and using European laws to fight for their rights. In this way, the Single Market can become a powerful mechanism propelling Europe's people toward a more rewarding and satisfying life. "People think of the Single Market in terms of interference by Eurocrats," says Colm Mac Eochaidh at the Brussels office of the British Law Society. "We've yet to wake up to what an enormous and liberating thing it is."

ایک ہو کر ان سرحدوں کو ختم کریں، مفادات کی بنیاد پر حکومتوں پر براجمان افراد سے خلاصی حاصل کریں اور نو آبادیاتی نظام کے نتیجے میں مراعات یافتہ طبقات کو انقلاب کی نذر کرتے ہوئے سازشیوں، مفاد پرستوں اور اغیار کے نمائندوں سے پاک افراد کے انتخاب کی بنیاد پر ملت اسلامیہ کے ایک مرکز کی تشکیل کیلئے اپنی تمام تر توانائیاں اور صلاحیتیں وقف کر دیں۔ یاد رہے کہ "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک اسے اللہ اور اس کا رسول ﷺ اپنے مال، اپنی اولاد اور اپنی جان سے پیارا نہ ہو" وقت آگیا ہے کہ اب اپنی وابستگی کے ثبوت میں انتہائی وارفتگی کے ساتھ مردانہ وار میدان کارزار میں اتریں۔ ورنہ اکیسویں صدی آپ کے (مسلمانوں) وجود کو بھی برداشت نہیں کرے گی۔